مولانا عبدالمجید تصرقندی ۔ کراچی

بلوچستان کا ذکری مذہب

(مسلسل)

گچکی خاندان کا سیاسی اور مذہبی عروج اور زوال

مکران و بلوچستان میں بلیدی خاندان کے بعد گچکی بر سر اقتدار آئے ۔ یہ مذہبی اعتبار سے سخت متعصب اور مسلمانوں کے بدترین دشمن واقع ہوئے ۔ ان کے حسب و نسب کے بارے میں بتاتے ہیں کہ یہ اصل میں راجپوت سکھ تھے ۔ مکران میں آکر بلوچوں سے گھل مل کر ان میں شادیاں کیں ۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ گچکی باپ کی طرف سے سکھ راجپوت ہیں اور ماں کی طرف سے بلوچ ۔ تقریباً تمام مؤرخین یہی لکھتے ہیں مگر گچکی اپنے کو خالص بلوچ بتاتے ہیں ۔

مسٹر انتھونی آف پیئے کا کہنا ہے کہ :

" گچکی راجپوت تھے مکران آنے کے بعد اقتدار کی خاطر ذکری بن گئے ۔ ویسے بھی عقائد کے لحاظ سے راجپوت اور ذکری میں چنداں فرق نہ تھا ۔ لہٰذا وہ نہایت آسانی کے ساتھ ذکری بن بیٹھے ۔ مثلاً گچکیوں کا جد اعلیٰ ملک دینار گچکی (سیپ والا) جو کہ کیچ مکران کا حکمران تھا عقائداً ذکری تھا "

(بحوالہ مکران تاریخ کے آئینہ میں ص ۹)

ملک دینار کا باپ ملا مراد گچکی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ بلیدی دور حکومت میں بلیدیوں کا وزیر و مشیر رہا ہے اور ملا محمد مہدی اٹکی کے بعد اس نے خلافت کا دعوے کیا اور ذکری فرقہ کا مذہبی خلیفہ بن گیا ۔ اور کوہ مراد جہاں پر ذکری حج کرنے جاتے ہیں اسی ملا مراد کی طرف منسوب ہے اور کہا جاتا ہے کہ رسم حج کی بدعت اسی ملا مراد کے ذہن رسا کی پیداوار ہے اور آب زم زم کے لیے اس نے ایک کنواں بھی کھدوایا تھا ۔

ملا مراد کے بعد اس کا بیٹا ملک دینار گچکی ذکریوں کا مذہبی خلیفہ بن گیا ۔ جب بلیدیوں کا آخری حکمران شیخ بلال مسلمان ہو گیا تو اس نے مذہبی تعصب کی بنا پر تمام ذکریوں کو اشتعال دے کر قلعہ کیچ پر حملہ کر دیا ۔ شیخ بلال کو قتل کر دیا اور شیخ قاسم ثانی نے نادر شاہ سے امداد طلب کی تاکہ وہ اپنے چچا کے قتل اور بلیدیوں کی شکست کا بدلہ لے سکیں لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکے خود نظر بند ہو گئے اور اس کے خاندان کو جلا وطن کر دیا گیا ۔ اس طرح ۱۷۴۰ء میں ملک دینار مکمل طور پر مکران پر قابض ہو گیا ۔

جناب عبدالرحیم صابر لکھتے ہیں :-

" بلیدیوں کی طرح گچکی بھی ذکری عقیدہ کے پیروکار تھے ۔ انہوں نے ملا مراد اور اس کے لڑکے

ملک دینار سے اس عقیدہ سے متعلق کافی اثر قبول کیا تھا۔ چنانچہ بلیدیوں کے زوال پر گچکیوں نے اپنے آپ کو مکران کا مالک اور جائز حکمران خیال کیا اور ان کی پرانی شاخ سنے تجگو۔ گو اور نئی شاخ نے کیچ اور گوادر کو اپنے تصرف میں سے لیا۔" (مکران تاریخ کے آئینہ میں ص۴۴)

مذہبی عروج اور تعصب بلیدی اگرچہ ذکری عقیدہ کے پابند تھے لیکن وہ گچکیوں جیسے متعصب نہ تھے۔ دین اسلام میں رخنہ اندازی اور تشدد کا پرچار جتنا ملا مراد اور اس کے بیٹے ملک دینار نے کیا شاید کسی اور نے نہیں کیا۔ نیز مذہبی بدعات اور خرافات نے اس کے دور میں جنم لیا۔ مثلاً رسم حج کی بدعت، نمازیوں سے شدت سے نفرت، نمازی کا خون حلال سمجھنا۔ مذہبی پیشواؤں کو حلال و حرام کا اختیار ہونا۔ عورتوں کی حلت، دنیا میں جنت کی فروخت، عورتوں کے لیے کوہ مراد کو برہنہ ہو کر طواف وغیرہ خرافات نے اسی ایام میں جنم لیا۔ پاکستان وجود میں آنے کے بعد ان نازیبا حرکات کو انہوں نے یا تو بالکل چھوڑ دیا یا ان کو دیہاتوں تک محدود رکھا۔

حضرت مولانا محمد موسے صاحب دشتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :۔

"روایت ہے کہ اس (ملا مراد اور ملک دینار) کے زمانے میں کیچ مکران میں طاقت ور ترین لوگ یہی تھے اور کیچ میں ان کے سوا اہل سنت والجماعت کا کوئی آدمی نہ تھا اور آبادیوں کے حاکم اور بڑے بڑے لوگ عوام ہوں یا خواص سب کے سب اس جدید مذہب کے پابند تھے۔ ان کے علاقوں اور آبادیوں میں اہل سنت والجماعت میں سے کوئی بھی شخص گزرتا اور ان کو معلوم ہو جاتا (کہ یہ سنی اور نمازی ہے) تو اس کو اسی وقت قتل کر دیتے تھے۔"

(عمدۃ الوسائل ص۱۱)

ذکری چونکہ مرتد ہو چکے تھے اور نہایت سختی سے بے دینی کو ہر طرف پھیلا رہے تھے۔ ان علاقوں میں مسلمان نہایت کمزور تھے ان کے ہاتھ میں نہ اقتدار تھا اور نہ طاقت تھی کہ ان کا مقابلہ کریں۔ لہٰذا ان کے لیے صبر کے سوا کوئی چارہ نہ تھا ان کی مثال ایسی تھی جس طرح حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ کے بعد کمزور اور ناتواں مسلمان جو مکہ میں رہے اور ہجرت نہ کر سکے وہ مشرکین مکہ کے ظلم و بربریت کے شکار ہو گئے تھے کھل کر خدا کی بندگی اور نماز نہیں پڑھ سکتے۔ ملک دینار ذکری دور حکومت کا طاقت ور ترین شخص اور جنگی چالوں کا بھی ماہر تھا جس نے نادر شاہ کے حملے کو بھی ناکام بنا دیا تھا۔

حضرت شاہ فقیر اللہ علوی ثم شکارپوری رحمۃ اللہ علیہ کی دُعا اور اُس کی قبولیت و بشارت!

حضرت شاہ فقیر اللہؒ بڑے پایہ کے بزرگ تھے۔ سندھ کے میاں نور محمد کلہوڑا، افغانستان کے احمد شاہ ابدالی اور ریاست قلات کے حکمران میر محبت خان و میر نصیر خاں نوری اور مکران کے محمد خاں بلوچ ان کے عقیدتمندوں میں سے تھے۔ حضرت شاہ صاحب ذکریوں کے ارتداد سے سخت ناخوش تھے اور چاہتے تھے کہ کسی طرح اس ارتداد کا خاتمہ ہو جائے اور ان علاقوں میں اسلام کا غلبہ ہو۔

چنانچہ آپ جب ۱۱۶۲ھ مطابق ۔۔۔ میں حج کو گئے اور آپ نے حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مواجہ شریف میں قصیدہ مبرورہ پڑھ کر دُعا کی۔ چنانچہ آپ کو بشارت ہوئی کہ میر عبد اللہ خاں والی ریاست قلات کی اولاد میں سے کسی ایک کے ہاتھ سے اللہ تعالےٰ اسلام کو غلبہ عطا فرمائے گا۔ ان دنوں میں میر محبت خاں ولد میر عبد اللہ خاں قلات کے حکمران تھے اس لیے شاہ صاحب نے ان کے نام خط لکھا اور سوچا کہ ممکن ہے مشارالیہ محبت خاں ہی ہو۔ لیکن دُنیا جانتی ہے کہ وہ بشارت بطلِ جلیل میر نصیر خاں نوری ولد میر عبد اللہ کے حق میں صحیح ثابت ہوئی۔

خط درج ذیل ہے:-

"الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد و علیٰ اجمعین۔ امابعد۔ محب الفقراء، مخلص صلحاء محبت خاں سلمہ اللہ تعالےٰ عما لایلیق بشانہ وکان لہ بلطفہ واحسانہ۔ سلام سنت سید الانام و دعوات حسنہ مخصوص است، بر ذات شریف مخفی نماند آنکہ ایں فقیر حقیر چوں در سنہ ایک ہزار یک صد شست ۱۱۶۲ھ و دو بتاریخ دوازدہم جمادی الاول بہ مدینہ منورہ رسید در مواجہت حضرت سرور اللہ الاعظم علیہ الصلوٰۃ والسلام قصیدہ مبرورہ کہ آں را فقیر نظم کردہ است۔ میخواند و استغاثہ می نمود و شفاعت از بارگاہ حضرت رسالت منزلت صلے اللہ علیہ وسلم می خواست و خیریت دارین طلب داشت دریں ہنگام بخاطر گذشت کہ اگر غلبۂ اسلام بر طائفہ بلوچان الکائی کیچ مکران کہ داعی مذہب اند اگر صورت گیرد۔ چہ عجب و خوب خواہد بود تا ایں طائفہ از مذہب شنیع خود برگردند و اسلام قبول کنند درایں اثنا الہام وارد شُد کہ غلبۂ اسلام بر طائفہ مذکورہ بتوسط اولاد عبد اللہ خاں براہوی قلاتی خواہد بود و فقیر دعا خواستہ روانہ مسکن خود گردید۔ در حریم حرم روشن نام بلوچ کہ از اہل سنت والجماعت و از اقربا شیخ تنکی بود و برائے استغاثہ در حق ہماں طائفہ مذکور در حضور پُرنور نشستہ بود دوچار شُد فقیر بے آنکہ با د آشنائی در عالم مرور

ظاہر ساخت کہ فتح و ظفر یافتن بر طائفہ داعی مذہب بر اولاد عبداللہ خاں براہوئی موقوف داشتہ اند
این معنی غیر از توسط آنہا صورت ندارد و فقرار قبل ازیں نام عبداللہ خان را نشنیدہ بود در بینولا چوں
بہ بندر گوادر رسید ظاہر گردید کہ محبت خان از اولاد عبداللہ است بنا بر آں بخدمت قلمی گردید
بنا بر اشارت شاید کہ بدست ایشاں فتح گردد و ایں طائفہ بحلیہ اسلام محلّی گردند ۔ امید است
کہ الکائی کیچ مکران بدست یکے از اولاد عبداللہ فتح گردد و اہل آں باسلام مشرف گردد ۔"
والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ،

(ترجمہ) " تمام تعریف اُس پروردگار کے لیے مخصوص ہیں جو جہان والوں کا رب ہے ۔ درود و سلام اس کے رسول حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اور اس کی تمام اولاد پر ہو ۔ اما بعد !

فقرار کے دوست اور صلحار کے مخلص محبت خاں ، اللہ تعالےٰ اُنہیں ہر آفت سے بچائے اور ان پر اپنا لطف و احسان کرے ۔ سلام اور نیک دعائیں آپ ہی کی ذات کے لیے مخصوص ہیں ۔

واضح ہو کہ یہ فقیر ایک ہزار ایک سو باسٹھ ہجری (۱۱۶۲ھ) بارہ (۱۲) جماوی الاوّل کو مدینہ منورہ پہنچا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس (مواجہ) پر اپنا لکھا ہُوا ایک قصیدہ پڑھا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے مدد شفاعت اور دین و دنیا کی خیریت مانگی ۔ اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ اگر کیچ مکران کے رہنے والے علاقہ کے وہ بلوچ جو داعی (ذکری) مذہب رکھتے ہیں ان پر اسلام کا غلبہ ہو تو کتنی اچھی بات ہے ۔ تاکہ یہ گروہ اپنے بے ہودہ (گندے) مذہب کو چھوڑ دے اور اسلام قبول کرے ۔ اسی اثنا (دوران) میں الہام وارد ہُوا کہ اس گروہ پر اسلام کا غلبہ عبداللہ خاں براہوئی قلاتی کی اولاد کے ذریعے ہو گا ۔ فقیر نے دُعا کی اور اپنی قیام گاہ کی طرف لوٹ آیا ۔ حرم شریف (نبوی) میں ایک بلوچ روشن نام کا جو اہل سُنت والجماعت سے تھے اور شیخ تنگی کے رشتہ داروں میں سے تھے یہ بھی اس گروہ داعی (ذکری) کے لیے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے فریاد کر رہے تھے ۔ میری اُن سے مُلاقات ہوئی ۔ اس فقیر نے باوجود اس کے کہ روشن صاحب کے ساتھ کوئی واقفیت نہ تھی ان پر ظاہر کیا کہ داعی (ذکری) مذہب پر اسلام کا غلبہ عبداللہ خاں براہوئی کی اولاد پر منحصر رکھا گیا ہے ۔ ان کے بغیر یہ مقصد پُورا نہیں ہو سکتا ۔

اس فقیر نے اس سے پہلے عبداللہ خان کا نام بھی نہ سُنا تھا ۔ چنانچہ جب بندہ گوادر پہنچا معلوم ہُوا کہ محبت خاں ، عبداللہ خان کی اولاد سے ہے ۔ اس بنا پر یہ خط ان کی خدمت میں لکھا ۔ اس بشارت کے مطابق شاید ان کے ہاتھ سے یہ کامیابی حاصل ہو اور یہ گروہ اسلام کے لباس سے آراستہ ہو جائے ۔

بقیہ صفحہ ۲۱ پر